نامور مؤرخ علامہ ابن عساکر کی زندگی پر ایک نظر

مولانا حسین احمد (استاد جامعہ اسلامیہ دلبوڑی)

یہ دور بہت ہی درخشاں وتابناک دور تھا، علمی دنیا اپنی دومنزلیں طے کر کے تیسری منزل کی چوکھٹ پر کھڑی تھی۔ تدوین وتہذیب کے معرکے بڑے جانفشانی وعرق ریزی سے سر کر کے بلوغ، ترقی سے سرفراز ہورہی تھی، اس مبارک دور میں تفسیر وحدیث، سیرت ومغازی، تاریخ وطبقات پر بے شمار کتابیں لکھی گئی تھیں، ہر ایک پر علمی رنگ غالب تھا، اکناف واطراف عالم میں پھیلے ہوئے چوٹی کے علماء وفضلاء صلحاء اسلام کے زریں احکامات اور جاویداں تعلیمات نئے اسلوب میں پیش کر کے اگلی نسلوں تک پہنچانے کی بھاری ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کررہے تھے کہ اللہ تبارک وتعالی نے علمی ذخیرہ منظم طریقے سے محفوظ کرنے کے لیے ابن عساکر جیسی شخصیت پیدا کی۔

بشارت: ابھی آپ کی ولادت نہیں ہوئی کہ آپ کی والدہ محترمہ نے خواب دیکھا ''ایک کہنے والا کہہ رہا تھا، تیرا بچہ پیدا ہوگا جس کی غیر معمولی عزت ہوگی اور یہی خواب آپ کے والد صاحب نے بھی دیکھا کہ ''اللہ تبارک وتعالی تجھے ایک بیٹا عطا فرمائیں گے جس کے ذریعہ خدائے عزوجل تجدید دین واحیاء سنت کا کام لیں گے(۱)۔

ولادت ونسب: آپ کی ولادت اوائل محرم ۴۹۹ھ کو ہوئی تھی، اصل نام علی تھا۔ ابوالقاسم کنیت تھی اور ابن عساکر کے نام سے شہرت پائی۔ تاہم یہ واضح نہیں ہے کہ ابن عساکر کا لفظ آپ کے اجداد میں سے کسی کا لقب تھا یا ان میں سے کسی کا نام تھا(۲)۔

سلسلہ نسب: علی ابن ابی الشیخ محمد ابی محمد الحسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن الحسین ہے(۲)۔

ابتدائی تعلیم: عام طور پر بچے پانچ چھ سال کی عمر میں کھیل کود میں مشغول ہوجاتے ہیں، ان کی اپنی ایک آباد دنیا ہوتی ہے حالات کے تغیر وتبدل اور زمانہ کے اجاڑ وفساد اور اس کی تعمیر وتخریب سے بے نیاز ہو کر اپنی شوخیوں میں مگن رہتے ہیں۔ یہیں سے بچوں کی کردار سازی اور شخصیت کی بنیاد پڑتی ہے کہ لوح قلب پر جو چیز نقش کر جاتی ہے مستقبل کے کردار پر وہی چیز اثر انداز ہوتی ہے۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف رہا ہے ابھی آپ کی عمر صرف چھ سال تھی

کہ اپنے بھائی سے باقاعدہ تعلیم کا آغاز کیا اور دمشق کے مختلف علاقوں میں موجود علماء کی صحبت میں رہ کر تعلیم حاصل کرنی شروع کردی۔ یوں انھوں نے باضابطہ طور پر تعلیم کا آغاز کیا اور پوری دل جمعی اور انہماک سے پڑھتے رہے۔

تعلیمی اسفار: ایک طرف اگر یہ حقیقت ہے کہ بادیہ پیمائی اور صحرانوردی کے بغیر کوئی ترقی کا زینہ نہیں پا سکتا دوسری طرف اس سے بھی انکار ممکن نہیں کہ طوفانوں میں گھر کر اور موجوں میں پل کر ہی انسان کسی شہسوار کے سانچے میں ڈھل سکتا ہے تالیف و مشقتیں برداشت کر کے ہی کوئی نباضِ وقت بن سکتا ہے، خونِ جگر دے کر ہی کسی چمنستان کی آبیاری کی جاسکتی ہے خصوصاً حصول علم حدیث اور انوارات نبوت سمیٹنے کے لیے تو جان لیوا محنت اور جان ہلا دینے والی دقت اٹھانی پڑتی ہے کہ:

نامی کوئی بغیر مشقت کے نہیں ہوا سو بار جب عقیق کٹا تب نگین ہوا

اس راہ کے راہی کو جہاں مضبوط عزائم، غیر متزلزل یقین اور محکم ایمان سے لیس ہونا ضروری ہے وہاں کروٹ بدلتے اور انگڑائیاں لیتے حالات وحوادثات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

ابن عساکر رحمہ اللہ کو خلاق عالم نے معلومات کھینچ کھینچ کر دماغ میں اتارنے والی ذہانت، علمی کرنوں کو جذب کردینے والی صلاحیت، آگاہی و معرفت کے موجوں سے کھیلنے والی طبیعت، غیر معمولی ذکاوت اور تھم تھم کر محفوظ کرے والا حافظہ عطا فرمایا تھا، نیز آپ علمی سفر کے لیے درکار شوق و جذبہ، خوداعتمادی و جفاکشی کی صفت سے موصوف تھے۔

تعلیمی سفر کا باقاعدہ آغاز ۵۲۰ھ میں عراق جاکر کیا (۳)۔ وہاں مختلف شیوخ سے استفادہ کرتے رہے پھر ۵۲۱ھ کو حجاز مقدس جاکر حج کی سعادت حاصل کی، مجموعی اعتبار سے آپ پانچ سال عراق میں رہے، بغداد، کوفہ، وغیرہ میں رہ کر اور عرب کے ریگستانوں میں گھوم پھر کر چیدہ چیدہ شیوخ سے فیض یاب ہوتے رہے۔ اس پر قناعت نہیں کی بلکہ ''تو رہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول'' کے نظریہ وفلسفہ پر کاربند رہ کر کبھی مکہ مکرمہ کے ریگستانوں میں پھرتے رہے کبھی مدینہ منورہ میں جستجو کرتے رہے، اصبہاں، نیشاپور، مرو، ہرات کی خاک چھان لینے کے بعد ۵۲۹ھ میں آذربائیجان سے ہوتے ہوئے خراساں جاپہنچے اور وہاں کے منجھے ہوئے علماء سے اپنی علمی پیاس بجھاتے رہے پھر علمی میدان میں قدم رکھنے کے بعد، بغداد ''حجاز'' اصبہان، نیشاپور میں حدیث کا درس دیتے رہے۔

شیوخ واساتذہ: اس میں شک نہیں کہ آپ نے دور دراز علاقوں، شہروں اور مختلف ممالک کا سفر کر کے تعلیم حاصل کی ہے جس کی وجہ سے آپ کے اساتذہ کرام اور شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے چنانچہ علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

''وعدد شیوخه الذی فی معجمه الف و ثلاث مئة''(۴)

اوران کے اساتذہ کی تعداد تیرہ سو ہے۔

اور جن معلمات سے آپ نے استفادہ کیا ہے ان کی تعداد اسّی سے اوپر ہے، علاوہ ازیں جن شیوخ نے آپ کو اجازتِ حدیث دی تھی ان کی تعداد دوسونوے ہے(۵)۔ لہٰذا آپ کے جملہ اساتذہ کرام کے نام اس مختصر تحریر میں نہیں آسکتے البتہ ان میں جو مشہور ہیں وہ ذکر کیے جاتے ہیں۔

دمشق، قوام بن زید، الشیخ سبیع بن قیراط، الشیخ ابوطاهر الحنائی، ابوالحسن بن الموازینی بغداد، الشیخ هبة اللّٰہ بن الحصین، الشیخ علی بن عبدالواحد الدینوری، ابوغالب بن البناء، الشیخ هبة اللّٰہ بن احمد الطبر، مکه مکرمه، الشیخ عبداللّٰہ۱ بن محمد المصری الملقب بالغزال مدینه منوره، الشیخ عبدالخالق بن عبدالواسع الهروی، اصبهان، الشیخ الحسین بن عبدالملك الخلال، الشیخ غانم بن خالد، الشیخ اسماعیل بن محمد الحافظ، نیشاپور، الشیخ ابوعبداللّٰہ الفراوی، الشیخ ابومحمد السیدی، الشیخ زاهر الشحامی۔ هرات، الشیخ تمیم بن سعید المؤدب وغیرهم(٦)۔

زہد وتقویٰ: خلوت ہو یا جلوت رزم ہو یا بزم ہروقت دل کی دنیا اللہ کی یاد سے آباد اور زبان تسبیحات سے تر ہوتی، علمی سرگرمیوں کو انھوں نے بندگی وعبادت پر اثر انداز نہیں ہونے دیا، پوری زندگی ''آہ سحر گاہی'' سے لطف اندوز ہوتے رہے اور کیوں نہ ہوتے کہ ''سحر گاہی'' ہی کسی کامیابی کا زینہ ہے۔ع:

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو   کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

صاحب سیر اعلام النبلاء، ان کی عبادت کے متعلق فرماتے ہیں:

وکان مواظبا علی صلاة الجماعة وتلاوة القرآن۔ یختم کل جمعة ویختم في رمضان کل یوم ویعتکف في المنارة الشرقیة وکان کثیر النوافل والأذکار یحیی النصف والعیدین بالصلاة والتسبیح ولیحاسب نفسه علی لحظة تذهب فی غیر طاعة(۷)۔

یعنی وہ ہمیشہ نماز باجماعت پڑھتے، قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے، ہر جمعہ کو ختم کرتے اور رمضان میں روز ختم کرتے اور مشرقی مینار میں اعتکاف بیٹھ جاتے، بہت زیادہ نفلیں پڑھتے اور تسبیحات کرتے آدھی رات اور عیدین کی راتوں کو نماز وتسبیح سے زندہ کرتے، بغیر عبادت کے گذرنے والی ہر گھڑی کا اپنے نفس سے محاسبہ کرتے، علامہ ابوالمواہب رحمہ اللہ آپ پرہیزگاری کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''سوائے عذر کے وہ برابر چالیس سال پہلی صف میں نماز پڑھتے رہے۔ ہر رمضان میں اعتکاف بیٹھ جاتے اور ذوالحجہ کے روزے رکھتے، کھوتیاں بنانے اور دولت جمع کرنے کا شوق نہیں رکھتے، خود کو ان چیزوں سے بچائے رکھا تھا۔ انھیں مناصب وعہدوں کی پیش کش

ہوئی، پر اُنھوں نے پائے حقارت سے ٹھکرادیا، اتباع شریعت اور دین کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت خاطر میں نہیں لاتے''۔

علامہ ابوالمواہب فرماتے ہیں کہ خود آپ نے مجھے ایک مرتبہ فرمایا: ''جب سے میں نے علم حدیث کا عزم کیا ہے تو خدا کی قسم مجھ پر صدارت اور بڑاپن ہونے کا جنون کبھی سوار نہیں ہوا، بلکہ میں کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سنا ہے، کب اس کی روایت کروں گا (۸) (روایت کر کے دوسروں تک پہنچاؤں گا)۔

ایک واقعہ: ابن عساکر رحمہ اللہ علم کے شیدائی تھے، وہ پڑھنے لگتے تو دنیا سے ان کا رابطہ کٹ جاتا، یہ نہیں کہ عصری ضرورتوں اور وقت کے تقاضوں سے بے نیاز تھے پر دامن شوق پر مادی آلودگی کے چھینٹے نہیں لگنے دیتے۔

قرأت اور پڑھنے پر اتر آتے تو ''بس'' کا لفظ ان کی لغت میں نہ تھا، بہترین ذہانت اور آتش فشاں ذکاوت کی وجہ سے بعض اوقات تعلیمی دورانیہ طویل ہوجاتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ علامہ فراوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پڑھنے لگے:

> ''علامہ فرماتے ہیں کہ ابن عساکر میرے پاس آکر مجھ سے پڑھنے لگا تین دن میں اس نے بہت زیادہ پڑھا جس کی وجہ سے میں اُکتا گیا تو میں نے دل ہی میں قسم کھائی کہ (کل سے) میں اپنا دروازہ بند کردوں گا جب صبح ہوئی تو ایک شخص میرے پاس آکر کہنے لگا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف بھیجا ہے، تو میں نے خوش آمدید کہا، پھر کہنے لگا کہ خواب میں نبی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا، فراوی کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ گندمی رنگ کا ایک شامی بندہ میری حدیث سیکھنے کے لیے تیرے پاس آئے گا تو اس سے کبیدہ خاطر نہ ہوں''

علامہ قزوینی فرماتے ہیں خدا کی قسم علامہ فراوی اپنی جگہ نہیں اٹھتے جب تک ابن عساکر (سبق ختم کر کے) نہ اٹھتے (۹)۔

زعمائے ملت اور ابن عساکر: علامہ ابوالمواہب فرماتے ہیں، میں نے اس جیسا عالم نہیں دیکھا۔ علامہ حافظ عبدالقادر فرماتے ہیں: میں نے ابن عساکر سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا۔ علامہ ابن النجار فرماتے ہیں: ابوالقاسم (ابن عساکر) اپنے وقت کے محدثین کے امام تھے، حفظ واتقان کی صدارت انھیں پر ختم ہوجاتی ہے۔ علامہ سمعانی کہتے ہیں میں نے ابن عساکر کو یکتائے روزگار پایا، مشہور مورخ ومحدث علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں: ابن عساکر نے تاریخ دمشق لکھ کر متاخرین کو تھکا کے رکھ دیا (۱۰)۔ الشیخ ابویعلی کہتے ہیں، بغداد میں ابن عساکر ذکاوت، حسن ادراک کی بھڑکتی آگ کے شعلے کے طور پر جانے جاتے تھے۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں، سمجھ دار، مضبوط حافظے کے مالک، اس کی انتہا معلوم نہیں کی جاسکتی اور اس کے ''غبار راہ'' کو کوئی نہیں پاسکتا (۱۱)۔

وفات، تصنیفات: تصنیفات شروع کرنے سے پہلے انھوں نے استخارہ کیا، اپنے شیوخ کے سامنے بات رکھی، شہر کے رؤسا میں سے ہر ایک کے پاس گیا، سب نے آپ سے کہا کہ اس کام کے لیے آپ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ چنانچہ ۵۳۳ھ میں با قاعدہ تصنیف شروع کردی، یوں تو آپ کی تصنیفات زیادہ ہیں لیکن ان میں جومقبولیت تاریخ دمشق کے حصے میں آئی وہ شاید ہی آپ کی کسی دوسری تصنیف کے حصے میں آئی ہو، ابتداءً یہ کتاب ۸۰ جلدوں پر مشتمل تھی اب بیروت سے انتہائی خوب صورت ۷۰ جلدوں میں عام مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

علامہ ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''جس نے غور وفکر سے یہ کتاب پڑھی ہے تو اسے یکتا روزگار قرار دیا ہے''، دیگر تصنیفات میں چند یہ ہیں:

۱۔الخماسیات ۲۔السداسیات ۳۔اسماء الاماکن التی سمع فیھا ۴۔الخضاب ۵۔اعزاز الھجرة عنداعواز النصرة ۶۔ المقالة الفاضحہ ۷۔فضل کتابة القرآن ۸۔فضل الکرم علی اھل الحرم ۹۔فی حفر الخندق ۱۰۔اسماء صحابة المسند ۱۱۔ اخبار سعید بن زبیر ۱۲۔مسلسل العید ۱۳۔من لایکون مؤتمنا لایکون مؤزنا ۱۴۔مسند أبی حنیفة ومکحول ۱۵۔عوالیٔ شعبہ (۱۲ حصے) ۱۶۔ شیوخ النبل ۱۷۔ تبیین کذب المفتری علی أبی الحسن الاشعری ۱۸۔حدیث بعلبك ۱۹۔ القدس ۲۰۔معرفة الصحابة ۲۱۔الطوالات ۲۲۔ اللطائف، عوالی التابعین۔

وفات: علم کا یہ بحر بیکراں عمر کی ۷۲ بہاریں دیکھنے کے بعد بالآخر گیارہ رجب ۵۷۱ میں انتقال کر گئے۔ نماز جنازہ علامہ قطب الدین نیشاپوری نے پڑھائی اور ''باب الصغیر'' کی قبرستان میں دفن کیے گئے، نماز جنازہ میں ممتاز علماء کرام اور شیوخ کے علاوہ فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی بھی شریک ہوئے (۱۲)۔

مراجع

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج۱۵/ ۲۵۸ (۲)سیر اعلام النبلاء، ج۱۵/ ۲۵۵ (۳)ایضاً، ج۱۵/ ۲۴۵ (٤) ایضاً، ج۱۵/ ۲۵۵ (٥) ایضاً، ج۱۵/ ۲۵۵ (٦) تذکرة الحفاظ، ج٤/ ۸۳/سیر اعلام النبلاء، ج۱۵/ ۲۵۵ (۷)سیر اعلام النبلاء، ج۱۵/ ۲۵۸ (۸) تذکرة الحفاظ، ج٤/ ۸۵ (۹)تذکرہ الحفاظ، ج٤/ ۸٤ (۱۰) البدایہ والنھایة، ج۱۲/ ۳٦۱ (۱۱)تذکرة الحفاظ، ج٤/ ۸۵/ ۸٤، اعلام النبلاء، ج۱۵/ ۲۵۹/ ۲۵٦ (۱۲) البدایہ والنھایہ، ج۱۲/ ۳٦۱ / تاریخ ملت، ج۲/ ۸۹۸

☆☆☆